سوال

(364)فوت شدہ کی طرف سے قربانی کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

کسی فوت شدہ کی طرف سے قربانی کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے، اگر قربانی کردی جائے توکیااہل خانہ اس کا گوشت استعمال نہیں کرسکتے، نیز قربانی کےلئے صرف دانتہ جانور ہوناچاہیے،اس کے علاوہ چوگا یاپھگا جانورذبح نہیں کیاجاسکتا،کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

زندہ کی طرف سے غائبانہ طورپر قربانی کرنے کاحدیث سے ثبوت ملتا ہے، جیساکہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے کی قربانی دی تھی، جبکہ انہیں اس بات کا علم نہیں تھا۔ [صحیح بخاری،الحج:۱۷۰۹]

لیکن فوت شدہ کی طرف سے مستقل حیثیت سے انفرادی طورپر قربانی دینے کے متعلق کوئی صحیح اور صریح حدیث ہمیں نہیں مل سکی۔اگرچہ امام ابوداؤداورامام ترمذی نے میت کی طرف سے قربانی کاعنوان قائم کرکے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کیاکرتے تھے۔اس کے متعلق سوال کرنے پر آپ نے بتایاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےاپنے بعدمجھے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ [ابوداؤد،الضحایا:۲۷۹۰]

ترمذی کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نےمجھےاپنے بعد قربانی کرنے کاحکم دیاتھا۔[ترمذی،الاضاحی:۱۴۹۵]

لیکن محدثین کرام نے تین خرابیوں کی وجہ سے اس حدیث کوناقابل حجت قراردیا ہے۔جوحسب ذیل ہیں:

1۔امام ترمذی اسے بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے کہ ہم اسے شریک کے واسطہ کے علاوہ اورکسی واسطہ سے نہیں پہچانتےاورشریک بن عبداللہ کاحافظہ متغیرہوگیاتھا، جیساکہ اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''سچا ہے لیکن بکثرت غلطیاں کرنے والا، نیزجب سے اسے کوفہ کاقاضی بنایاگیااس کاحافظہ متغیرہوگیاتھا۔'' [تقریب التہذیب،ص:۱۴۵]

2۔شریک راوی اپنے شیخ ابوالحسناء سے بیان کرتا ہے کہ اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مجہول راوی ہے اوردرجہ سابع سے تعلق رکھتا ہے۔[تقریب،ص:۴۰۱]

3۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والا ایک حنش نامی راوی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ سچا ہے، لیکن اس کے بے شمار اوہام ہیں اور مرسل روایات بیان کرتا ہے۔ [تقریب: ص ۸۵]

اس کے متعلق امام ابن حبان لکھتے ہیں کہ یہ کثیر الوہم ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بعض روایات کرنے میں متفرد ہے۔ اس بنا پر قابل حجت نہیں ہے۔ [عون المعبود، ص: ۵۱، ج۳]

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔ اگر اس کی صحت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو وصیت کی صورت میں میت کی طرف سے قربانی کی جا سکتی ہے۔ وصیت کے بغیر قربانی کرنا محل نظر ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اور روایت بھی پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھا ذبح کرتے وقت فرمایا کہ ''یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی امت کی طرف سے ہے۔'' [ابوداؤد، الضحایا: ۲۷۹۶]

ایک روایت میں ہے کہ ''یہ میری طرف سے اور میری امت کے ہر شخص کی طرف سے ہے جو قربانی نہ کر سکا ہو۔'' [ترمذی، الاضاحی: ۱۵۲۱]

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دو جانور ذبح کئے اور فرمایا کہ ''ایک میری امت کے ہر اس شخص کے لئے ہے جس نے اللہ کے لئے توحید اور میرے لئے شریعت پہنچا دینے کی گواہی دی اور دوسرا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی آل کی طرف سے ہے۔'' [ابن ماجہ، الاضاحی: ۳۱۲۲]

مذکورہ روایات بھی محدثین کرام کے قائم کردہ معیار صحت پر پوری نہیں اترتیں۔ اس کے علاوہ ان سے مراد خاص فوت شدہ ہی نہیں بلکہ مرنے والے اور زندہ ملے جلے مراد ہیں، خاص انفرادی طور پر اکیلی میت کی طرف سے قربانی کرنے کی کوئی صحیح حدیث ہمیں نہیں مل سکی۔

علامہ البانی رحمہ اللہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے نادار افراد کی طرف سے جو قربانی دی ہے، وہ آپ کا خاصہ ہے، اس لئے کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ امت کے نادار افراد کی طرف سے قربانی دے اور نہ ہی اس پر قیاس کر کے کسی دوسرے کی طرف سے نماز، روزہ ادا کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی قرآن کریم کی تلاوت کی جا سکتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ [ارواء الغلیل، ص: ۳۵۴، ج۳]

ہاں میت کی طرف سے صدقہ کرنا درست ہے، جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ صدقہ خواہ جانور کا ہو یا کسی اور چیز کا اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس قسم کے صدقہ سے خود بھی کھایا جا سکتا ہے، لیکن غربا اور مساکین کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو جانور بطور قربانی ذبح کرتے تو ان سے مساکین کو کھلاتے اور خود بھی کھاتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس سے محروم نہ کرتے۔ [مسند امام احمد، ص ۳۹۱، ج۶]

اس سلسلہ میں صحیح مسلم کی حدیث بھی پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا ایک جانور ذبح کیا اور فرمایا: ''اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اس کی آل اور اس کی امت کی طرف سے قبول کر۔'' [صحیح مسلم، الاضاحی: ۱۹۶۷]

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کرتے وقت دعا فرمائی کہ اے اللہ! میری قربانی بھی قبول فرما اور میری آل واولاد کی طرف سے قبول کر بلکہ ساری امت کی قربانی کو قبول فرما۔ جانور ذبح کرتے وقت یہ نہیں فرمایا کہ یہ جانور میری طرف سے، میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے، یعنی اس روایت میں دوسروں کی طرف سے کسی قربانی کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ [واللہ اعلم]

سوال کے دوسرے حصے کے متعلق ہماری گزارشات یہ ہیں کہ اس حدیث میں قربانی کے جانور کی کم از کم حالت کو بیان کیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دو دانتا سے اوپر جو جانور چوگا یا چھگا ہے اس کی قربانی جائز نہیں۔ اس کی متعدد مثالیں احادیث میں ملتی ہیں جن میں کم از کم نصاب کو بیان کیا گیا ہے، مثلاً: چوری کے متعلق فرمایا کہ ''دس درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا یا پانچ اوقیہ سے کم میں زکوۃ نہیں، اسی طرح پانچ وسق سے کم اجناس میں صدقہ نہیں یا پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں۔'' ان روایات میں چوری یا زکوۃ کا کم

ازکم نصاب بیان ہوا ہے، اسی طرح حدیث میں ہے کہ قربانی میں دو دانتا جانور ذبح کرو، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس سے زیادہ عمر والا جانور قربانی میں نہیں دیا جا سکتا، جیسا کہ سوال میں تاثر دیا گیا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:373